

روزہ

اور رَمَضان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَكْفُرُونَ بِالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْكُمْ فِي الْأَوَّلِ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

روزہ کے لئے قرآن مجید، حدیث نبوی اور عربی لغت میں لفظ صوم "استعمال ہوا ہے جس کے معنی ترک جانے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں صوم، اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پیٹ اور نفسِ آمارہ کی شہوت رانی سے باز رہنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"هو الا مساك عن الطعام والشراب والوقاع بنية خالصة لله عز وجل"

کہ "خالص رنائے الہی کی نیت سے کھانے پینے اور جماعت سے رک جانے کا نام روزہ ہے"

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت بھی یہی مفہوم حاصل ہوتا ہے:

فَالَّذِينَ بَشَرُوا هُنَّ وَابْتِغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكَلُوا واشربوا حتى يتبين لكم الخط الابيض

من الخط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل " الآیۃ

یعنی جماعت اور کھانے پینے کی اجازت صبح صادق تک ہے، پھر رات تک روزہ کو پورا کرنا یعنی ان

باتوں سے باز رہنا ہوگا۔

روزہ کی حقیقت:

قرآن مجید میں ہے:

"يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون"

کہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ ۱

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ روزہ تمام عبادات میں سے ایک انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کے دیگر ارکان ظاہری ہیں۔ مثلاً نماز پوشیدہ نہیں رہ سکتی، مسجد میں نماز کے وقت ایک جم تغیر جمع ہوتا ہے، بیسیوں یا سینکڑوں آدمی ایک دوسرے کے ساتھ اور ایک دوسرے کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں، یہی حال حج کا ہے، زکوٰۃ بھی کم از کم دو آدمیوں پر ظاہر ہوگی، ایک دینے والا اور دوسرا لینے والا، لیکن روزے کا معاملہ ان تمام سے مختلف ہے۔ یہ راز سوائے روزہ دار کے اور اللہ احکم المحاکمین کے کوئی دوسرا نہیں جان سکتا کہ کون روزہ دار ہے اور کون روزہ سے نہیں۔ شدید گرمی میں روزہ دار دن میں کئی مرتبہ کلی کرتا ہے۔ اور اگر وہ پانی کے چند قطرے یا گھونٹ پیٹ میں اتارنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اس فعل سے باز رکھ سکتی ہے اور نہ ہی اس کی اس حرکت کو نوٹ کر سکتی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ ایسا نہیں کرتا، یہ احساس کہ اللہ سے اس کی کوئی بات، کوئی فعل اور کوئی حرکت پوشیدہ نہیں، اسے پانی پینے کی شدید خواہش پر قابو پانے میں مدد دیتا ہے اور وہ حکم الہی کی حکم عدولی سے باز رہتا ہے۔ گویا وہ صرف اللہ کے ڈر سے تنہائی میں پانی نہیں پیتا مگر سے میں بند ہو کر کھانا نہیں کھاتا اور نفس کی ہر ایسی خواہش کو سختی سے دبا دیتا ہے جو روزہ کی حالت میں اس کے لئے جائز نہیں۔ پس یہی خشیت الہی تقویٰ ہے اور روزہ کی وجہ سے اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ایک خاص تعلق قائم ہو جاتا ہے جس میں غیر کی رسائی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”الصوم لی وانا اجتری بہ“

کہ روزہ ایک ایسی منفرد عبادت ہے جو صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار کے لئے روزہ میں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک حلال چیزیں ہی حرام ہو جاتی ہیں تو جو چیزیں ان پر ہمیشہ سے حرام ہیں، ان سے تو وہ بطریق ادنیٰ پرہیز کریگا۔ چنانچہ برائیوں سے اجتناب کی یہ تربیت اور ٹریننگ روزہ دار کی پوری زندگی کے لئے شعل راہ ثابت ہوگی، جذبات کا جنون ختم ہوگا، نفس زیر ہوگا اور روحانی قوتیں جاگ اٹھیں گی۔ نتیجہ حق کی تابعداری اس کے لئے آسان ہو جائیگی اور احکام ربانی کی قدر و منزلت اس کے دل و دماغ میں گھر کر جائیگی۔

اس لحاظ سے روزہ کو محض فاقہ قرار دینا قطعاً غلط ہوگا۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ

ﷺ کیونٹوں کو یہ وہم سے کہ جبکہ امت مسلمہ میں غربت عام ہے روزے کا حکم دیا گیا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہمارے پیشِ نظر ہے :

”ليس الصوم من الاكل والشرب المالصوم من اللغو والدفت“

کہ روزہ محض کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں بلکہ اصل میں سببورد اور گندری باتوں سے پرہیز کا نام روزہ ہے ؟

نیز فرمایا :

”من لم يبدع قول الزور والجعل والعمل به فليس لله حاجته ان يبدع طعامه وشرابه“

کہ جو شخص غلط بیانی، جہالت کی باتیں اور جھلجانہ حرکتیں (روزے کی حالت میں) ترک نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ قطعاً اس بات کی ضرورت نہیں کہ (ایسا روزہ دار) اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔
(کیونکہ اس کا روزہ رکھنا اور نہ رکھنا برابر ہے)

ان احادیثِ رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ روزہ کو فاقہ کھنا ہرگز درست نہیں بلکہ یہ ایک مستقل اور منفرد عبادت ہے جس کے اثرات انسان کی دنیوی اور اخروی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں اس کی جزا ”علکے متقون“ (۱) و تاکہ تم متقی بن جاؤ، بیان کی گئی ہے۔ متقی اور پرہیزگار وہی ہوتا ہے جو ممنوعات سے پرہیز کرتا، احکامِ خداوندی کو حرج باں بناتا اور فرامینِ رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیتا ہے۔

اور شاید روزہ اپنے انہی دور رس نتائج کی بنا پر ایک عالمگیر حیثیت کا حامل رہا ہے۔ تاریخِ عالم کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آج تک جتنے بھی مذاہب گزرے ہیں، روزہ کسی نہ کسی صورت میں سب میں موجود رہا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ ”کما کتب علی الذین من قبلک“ صاف بتلا رہے ہیں کہ روزہ اہم سابقہ بھی فرض رہا ہے۔

روزہ اور رمضان : مجمع البیان میں ہے کہ ”سعی رمضان لاندۃ یرضی الذی نوب“ یعنی اس

ابقہ جانشینہ صغیر گزشتہ، حالانکہ یہ واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ سہ ماہیوں میں روزے فرض ہوئے اور اسی سال جنگ بدر ہوئی، اور جنگ بدر کے بعد مسلمانوں کی حالت روز بروز بہتر ہوتی چلی گئی، فراخی کے دن آنے لگے۔ اگر روزہ کی فرضیت کی بنیاد غربت ہوتی تو روزے ہجرت سے پہلے فرض ہو جانے چاہئیں تھے جبکہ مسلمانوں کی حالت انتہائی تنگ دستی کی تھی۔

ماہ کا نام رمضان اس لئے پڑا کہ یہ مہینہ روزہ داروں کے گناہ جلا کر ختم کر دیتا ہے۔ صاحب قاموس لکھتے ہیں:

”مِنْ مَعْنَى لَا تَنْفَعُكَ الذُّنُوبُ“

کہ ”گناہوں کو جلا کر ختم کر دینے کی وجہ سے اس ماہ کو رمضان کہا جاتا ہے“

”رمضان“ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ سان پر تیر کے پھالے کو رکھ کر دوسرے نوپے سے کوٹنا، تاکہ تیز اور سیدھا ہو جائے۔ اسی طرح نفس انسانی کو رمضان کے سان پر رکھ کر روزے کے ہتھوڑے سے کوٹا جاتا ہے تاکہ یہ جذباتی نہ ہو بلکہ عقل و حکمت میں تیز ہو، سیدھی راہ پر چلنا اس کے لئے آسان ہو، اور اس کا دل نرم پڑ جائے تاکہ ذکرِ خداوندی اثر کرے۔ چونکہ ایسے پُر مغز معافی کسی اور ماہ کے نام میں نہیں پائے جاتے اور عزلی لغت میں ہر چیز کو اس کی اصلیت سے خصوصی مناسبت ہوتی ہے اس لئے عین مناسب تھا کہ روزہ جیسی ریاضتِ نفس ماہِ رمضان میں ہوتی۔

رمضان اور قرآن:

قرآن مجید اسی ماہِ رمضان میں نازل ہوا۔ اور قرآن مجید امتِ مسلمہ کے لئے ایک ایسی بابرکت اور نئی ابدی نعمت ہے کہ اگر پوری امت کچھ تمام عمر شکر گزاری کا موقع ملتا جائے تو بھی شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا، لیکن چونکہ اپنی کوشش ضروری ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکر بجا آوری کا اظہار روزہ سے کرتے تھے اس لئے ضروری ہوا کہ ماہِ رمضان میں روزے رکھے جائیں تاکہ اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر زیادہ سے زیادہ اظہارِ شکر کیا جائے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْبُرْهَانِ
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

کہ ”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا، جس میں لوگوں کے لئے ہدایت، دلائل اور معجزے ہیں۔ لہذا (اس نعمت کا شکر یہ اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ جو بھی اس مہینے کو پالے وہ روزے رکھے۔“

احکام و مسائل

مشکوک دن کا روزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخاریا بادل ہو تو مشکوک دن کا روزہ نہ رکھو بلکہ شعبان کے تیس

دن پورے کر لو۔

(متفق علیہ)

رویت ہلال :

رمضان المبارک کے چاند کے لئے ایک اور عید کیلئے دو مسلمان متبع شریعت کی شہادت ہونی چاہیے (ابوداؤد)

ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ)

ضروری وضاحت :

اسلامی تقریبات قمری مہینوں پر منحصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"إِنَّ مَثَلَ الشَّهْرِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ"۔

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ہے جن سے چار حرمت کے ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ حرمت کے چار ماہ صرف قمری ہیں شمسی نہیں۔ نیز شمسی مہینوں کا خود ساختہ حساب اسلام ایسے عالمگیر مذہب کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ شہروں کے پڑھے لکھے لوگ تو ڈائریاں بھی لکھتے ہیں اور شمسی یا قمری تقویم کا حساب بھی لگا سکتے ہیں، لیکن دیہاتوں، جنگلوں اور پہاڑوں میں بسنے والا انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے یہی آسان ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھ لیا یا عید منائی اور یہ بات ویسے بھی اسلام کی روح "الْحَيَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" کے عین مطابق ہے جس پر ہر کس دن اس عمل کر سکتا ہے کیونکہ یہ دین صرف پڑھے لکھے لوگوں یا شہر میں بسنے والوں کا دین نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کا دین ہے جو مسائل میں عالم سے زیادہ جاہل اور طاقت ور سے زیادہ کمزور کا لحاظ رکھتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں بھی گھڑیوں اور ڈائریوں کے اس قدر عام ہو جانے کے باوجود ہمارے دیہات کے بسنے والے لوگوں اور بڑے بڑے ہونٹوں کو ستاروں سے وقت اور چاند سے تاریخیں معلوم کرنے میں زیادہ آسانی ہے۔ لہذا یہی مناسب تھا کہ روزوں کا حساب بھی قمری مہینوں کے حساب سے ہی رکھا جاتا۔ لہذا اس کے لئے اسلام نے رویت ہلال (بصری) کا اعتبار کیا ہے۔

علاوہ ازیں شمسی مہینوں کا حساب یوں بھی الجھن کا باعث ہو گا کہ بعض علاقوں کے ہمیشہ سردیوں میں روزے رکھتے اور بعض علاقوں کے لوگ ہمیشہ گرمیوں میں، مثلاً ہمارے ہاں نومبر دسمبر ہمیشہ سردیوں میں آتے ہیں اور جون جولائی ہمیشہ گرمیوں میں، اور جب ہمارے ہاں براعظم ایشیا میں سردی ہوتی ہے تو جنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کے ملکوں میں سخت گرمی ہوتی ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں مساوات قائم نہ رہتی۔ اور یہ بات اللہ رحم الرحیم کی رحمت سے بعید ہے کہ اپنے بعض بندوں کو انتہائی آسانی بخشے اور بعض کو انتہائی مشقت میں ڈالے۔

چاند دیکھنے کی دعا

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھتے تھے:

”اللھم اھلہ علینا با لھمن والیسان والمسلمۃ والاسلام یا حلالی ربی وربک اللہ“ (ترمذی)

روزہ کی نیت

روزہ عبادت ہے اور سہ عبادت کے لئے نیت ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے روزہ کی نیت قبل فجر نہ کی اس کا روزہ نہیں۔ (ترمذی ۱۲، ابن ماجہ، نسائی، دارمی، ابن خزیمہ، ابن حبان، دارقطنی)

زبانی نیت بدلتے ہیں

نیت دل کے ارادے کا نام ہے، زبانی نیت بدلتے ہیں۔ ”آیا کل جو الفاظ“ و ”عبودم عند طوبت من“ مشہور مفسرین ”نیت روزہ کے لئے مروی ہیں، ان کا کوئی ثبوت نہیں۔“

سحری کا وقت

سحرت نیت پر ثابت فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری اور نماز (اذان) میں پچاس آیات پڑھنے کا وقت ہوتا تھا۔ (بخاری)

سحری کی ناسنت اور باعث برکت

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تسحر واغاث فی السحر، بركة“

کہ ”سحری ضرور کھاؤ، اس میں برکت ہے۔“ (بخاری، مسلم)

کین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

- ۱۔ بھول کر کھا لینا
- ۲۔ خوشبو اور مسر لگانا
- ۳۔ مسواک کرنا
- ۴۔ سر اور بدن پر تیل لگانا
- ۵۔ آنکھ، ناک یا کان میں دوائی ڈالنا، پچھنے لگوانا بشرطیکہ مکرر مدی کا طور نہ ہو۔
- ۶۔ ہنسی یا کانک چمکے کر غصہ، تحقیر دینا۔
- ۷۔ روزہ رکھ کر بیچ صادق کے بعد غسل جنابت کرنا
- ۸۔ اختلام ہونا
- ۹۔ گرد و غبار، کسی غجر کا حلق میں اتر جانا۔ تا لپ وغیرہ غوطہ لگانا جو سے پانی ناک یا حلق کے ذریعے اندر

نہ جائے۔

۱۰۔ ناکہ میں بغیر مبالغہ پانی ڈالنا۔

۱۱۔ مسوطہ کے خون، یا کئی کچھ پانی کی تری کا یا دانت میں غیر محسوس ریزوں کا تھوک کے ساتھ اندر

چلے جانا۔

۱۲۔ بیوی کا لوسر لینا یا محض ہکٹا رہونا مگر حرام کو اس سے پرہیز کا حکم دیا گیا ہے۔ (۱۳) تھے آنا

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

۱۔ دانت کھانا پینا

۲۔ جوارح کرنا

۳۔ خود قہ کرنا

۴۔ ناکہ میں پانی یا دوائی مبالغہ سے چرطہ ناکہ حلق کے

۵۔ حقہ سگریٹ پینا

۶۔ ناکہ سے اتر جائے۔

۷۔ چٹنی، خبیث کرنا اسی سے مراد کھڑیر ہے

کفارہ:

بلا عذر شرعی روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو (بیک وقت) کھانا کھلائے۔ (بخاری،

افطار میں جلدی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا الْفَطْرَ“

”کہ جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں جھلائی میں رہیں گے۔“ (بخاری و مسلم)

افطاری کس چیز سے سنون ہے؟

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز مغرب سے قبل ترکھوروں سے روزہ افطار فرماتے، اگر نہ ہوتیں تو خشک سے اور یہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔“

افطاری کی دعا:

”اللَّهُمَّ نَفْسُ صُمْتُ وَعَلَى رَأْسِي نَفْسٌ أَنْطَوْتُ“

ترجمہ: اے اللہ یہی نفس تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیکھے سے افطار کیا۔

آج کل جو اس دعا میں ”نَفْسُ صُمْتُ“ کی جگہ پر ”نَفْسُ صُمْتُ“ لکھا ہے، غلط ہے، کسی حدیث

میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

۲۔ ”ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجران شاعرا اللہ“ (البوداؤد)

ترجمہ: پیاس بجھ گئی، رگیں آسودہ ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابث ہو گیا۔

مریض اور مسافر:

(قرآن مجید)

مریض اور مسافر کو دورانِ سفر و مریض روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر بعد میں قضاء دینی ہوگی۔

شیخ فانی:

اگر کسی مرد اور عورت پر ایسا بڑھا پیا گیا ہے کہ اب طاقتور اور تندرست ہونے کی توقع نہیں تو وہ روزہ نہ رکھے، روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ ۳ (قرآن مجید)

عالمہ اور مرضعہ:

۱۔ عالمہ اور مرضعہ کو اگر خوف ہو کہ روزہ سے بچہ کو نقصان پہنچے گا تو اس کو بھی روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ (البوداؤد، ترمذی، فانی، ابن ماجہ)

ب۔ روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور اگر ممکن ہو تو بعد میں قضائی بھی دے (ابن کثیر)

فضائل روزہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے کے بہت سے فضائل احادیث میں منقول ہیں۔ چند احادیث درج ذیل ہیں۔

گناہوں کی معافی:

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

”من صام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه“
کہ جو شخص ایمان کی حالت میں نیک کے شوق سے روزہ رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے جنت میں داخلے کے لئے خاص دروازہ:

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”في الجنة ثمانية ابواب منها باب يسمى الدّيان لا يدخله الا الصائمون“

کہ ”جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک کا نام ”دیان“ ہے جن سے صرف روزہ دار ہی

داخل ہوں گے۔“

”صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعہ روایت ہے :

”ابن آدم کے تمام عمل دس گن سے سات سو گن تک شمار ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، مگر روزہ، کہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کی جزا بھی دیتا ہوں۔ اس نے میری خاطر اپنی شہوت اور کھانا پینا چھوڑا، لفظ کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، ایک افطاری کے وقت اور دوسری خداوند کریم سے ملاقات کے وقت، روزہ دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے، تو جب کسی کا روزہ ہو تو نہ عورتوں سے میل ملاپ کرے اور نہ ہی شور مچائے، اگر کوئی گالی دے یا جھگڑے تو کھدے کہ میں روزہ دار ہوں۔“

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ روزہ ڈھال ہے لیکن اسے چھڑ نہ دے، پوچھا گیا، یا رسول اللہ! چھاڑنا کیسا؟ فرمایا کہ جھوٹ اور غیبت سے! (جمع الفوائد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے ہیں :

”روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کرتے ہیں، روزہ کہتا ہے کہ میں نے اسے کھانے اور پینے سے روکا ہے، میری سفارش قبول فرمائیں اور قرآن مجید کہتا ہے کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روکا ہے، میری سفارش مان لیں، اللہ تعالیٰ دونوں کی سفارش قبول فرماتے ہیں۔“ (بیہقی شعب الایمان)

روزہ سے معرفت الہی پیدا ہوتی ہے :

روزہ کی تین سیٹیجیں ہیں، پہلی یہ کہ انسان کھانے پینے سے پرہیز کرے، دوسری یہ ہے کہ روزہ ہر قسم کے گناہوں سے بچے اور تیسری اور آخری سیٹیج یہ ہے کہ دنیاوی، پرانگندہ خیالات سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

چنانچہ علامہ محمد بن احمد المحلی المتوفی ۸۵۰ھ کہتے ہیں :

”روزے کی عمومی حیثیت یہ ہے کہ انسان، پیٹ، شرم گاہ اور ہر عضو کی خواہش کو دبائے، اس کی خصوصی صورت یہ ہے کہ کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں بلکہ تمام اعضاء کو گناہوں سے روکے لیکن اس کی آخری سیٹیج یہ ہے کہ روزے دار خداوند تعالیٰ سے خائف کر دینے والی ہر شے سے بے نیاز ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لے۔“

بس اسی پیدا شدہ صورت سے معرفت الہی پیدا ہوتی ہے اور یہ سب کچھ خداوند تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر جھوکا رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔

روزے سے دماغی قوتیں بڑھتی ہیں :

جب صحت درست ہو تو دماغ بھی صحیح کام کرتا ہے اور صحت کا انحصار معدہ کی درستی پر ہے جبکہ کھانے پینے کی پرہیز معدہ کو درست رکھنے کی بنیاد ہے۔ لہذا روزے سے دماغی قوتوں میں خوب اضافہ ہوتا ہے۔ مزید برآں روزہ براہ راست بھی دماغ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ حکماء کا کہنا ہے کہ جب معدہ پُر ہو جائے تو دماغی قوتیں کام نہیں کرتیں اور جب معدہ خالی ہو تو تمام جسمانی قوتیں اپنا اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”يَا بَنِيَّ اِذَا اسْتَلَكْتَ الْبُعْدَ نَامَسْتَ الْفُكْرَ وَخَوَسْتَ الْحِكْمَةَ وَتَعَدَّيْتَ الْاَوْصَاءَ مِنَ الْبِلَادِ“

کہ اے میرے بیٹے، جب معدہ بھر جاتا ہے تو عقل و فکر کا مادہ سو جاتا ہے، حکمت گونگی ہو جاتی ہے اور اعضاء عبادت سے کترانے لگتے ہیں۔“

علامہ محمد بن عبد الرحمن بخاریؒ کہتے ہیں کہ:

پیٹ کے مناسب بھوکا رہنے سے کئی قسم کے حواس کی بھوک زائل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے سیر ہونے سے آنکھ، زبان، ہاتھ اور شرمگاہ بھوکے ہو جاتے ہیں۔ لہذا پیٹ کو مناسب بھوکا رکھنا ہی بہتر ہے جو ان حواس کی سیری کا باعث ہے۔“

_____ اور پیٹ کو مناسب بھوکا رکھنے کے لئے روزے سے بہتر کوئی طریقہ نہیں!

روزہ ایک دوسرے سے ہمدردی سکھاتا ہے:

جب بھوک ستاتی ہے تو دل میں ان لوگوں کا احساس پیدا ہوتا ہے جو اکثر بھوکے رہتے ہیں۔ روزہ کی دہرے روزہ دار کے دل میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے ہمدردی کا جذبہ ابھر آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ طبع و سلم سے ایک طویل حدیث میں جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ذکر ہے کہ:

”وَمَعْرِضُ شَهْرِ رَجَبٍ وَالْعَبْوَةُ ابْنَةُ شَهْرِ رَجَبٍ وَالْعَبْوَةُ ابْنَةُ شَهْرِ رَجَبٍ وَالْعَبْوَةُ ابْنَةُ شَهْرِ رَجَبٍ“

(مشکوٰۃ، بحوالہ بیہقی)

”رمضان صبر کا مہینہ ہے جس کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی کا مہینہ ہے، اس میں ایماندار کا

رزق بڑھ جاتا ہے۔“

الغرض روزہ سے ہمیں دینی و دنیوی اور ابدی اور وقتی ہر قسم کے فوائد میرا آتے ہیں۔ خدا کرے

ہم روزے اور رمضان کی تمام سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ سکیں، آمین!

نماز تراویح

آخر رکعت سنت نبوی ہے۔ (بخاری شریف من حاشیہ)

حضرت عمرؓ نے ابی بن کعبؓ اور تیممؓ جاری کر سکھ دیا تھا کہ رمضان المبارک میں لوگوں کو گیارہ رکعت

پڑھائیں (یعنی آخر تراویح اور تین وتر)

تراویح دو دو کر سکے پڑھی جائیں، ناز و ترکی تو ہوا ایک سے نو تک ہے پڑھنے کے طریقہ فقہان ہیں۔

حاشیہ قوت :

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے نماز وتر میں جب کہ میں رکعت سے

سراٹھاؤں اور صرف سجدہ باقی رہ جائے، یہ دعا سکھائی :

”اللَّهُمَّ اَعِزَّنَا فِيهِمْ هَذَا يَوْمٌ وَهَذَا نَوْمٌ حَافِيَةٌ وَتَحَلُّنَا فِيهِمْ تَوَلَّيْتُ وَبَارِكْ لَنَا

بِمَا احْلَيْتَ لَنَا شَرًّا مَا كَفَيْتَ عَلَانِكَ تَعَفُّوْا وَلَا يُقْتَلْ عَلَيْكَ اِنَّهُ لَا يَزِيْذُ مَوْءُوْ

نَ الْوَلَتِ وَلَا يَحْضُرُ مِنْ عَاقِبَتِهَا رَكْعَتٌ رَبَّنَا وَلَعَلَّيْكَ مَسْتَعْفِرُكَ وَتَسْرُبُ اِلَيْكَ وَ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ“ (بیہقی ج ۲ ص ۲۱۰)

حاشیہ قوت میں محدثوں کا آجین کہنا صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ (ایام الہی، عون المعبود)

بیۃ القدر :

رمضان المبارک میں ایک رات ایسی بھی ہے جس میں قیام کا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے

قرآن مجید سورۃ القدر میں اس کا ذکر ہے۔ یہ وہ مبارک رات ہے کہ جس میں قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان و دنیا

پر نازل ہوا۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبح صادق کے طلوع تک ملائے علم ہوتی ہے کہ ”ہے

کوئی بخش طلب کرنے والا کہ میں اس کے گناہ بخش دوں؟“

”ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق دوں؟“

”ہے کوئی جنت کا طالب کہ میں اس کی مراد پوری کروں؟“

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

”اس رات کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو“ (بخاری)

حضرت عائشہؓ بھی فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر میں بیۃ القدر پانچویں

نے مولانا مالک، مشکوٰۃ

کامیاب ہو جاؤں تو کون سی دعا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا:
 «اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ تَجِبُ الْعَفْوُ فَاعْفُ عَنِّيْ» (مشکوٰۃ)

اعتکاف :

عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو مسجد میں بند کر لینا اعتکاف کہلاتا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اہل بیت المؤمنین بھی اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ مختلف حضرات ۲۰ رمضان کو نماز مغرب سے پہلے مسجد میں جا بیٹیں اور اکیسویں کو نماز فجر کے بعد جائے اعتکاف میں داخل ہو جائیں اور عید کا چاند دیکھ کر باہر نکلیں۔

مسائل عید الفطر

- ۱۔ عید کے دن غسل ضرور کیجئے۔
- ۲۔ بہترین خوشبو استعمال کیجئے۔
- ۳۔ نماز کے لئے کچھ کھا کر جاسیے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طاق کھجوریں کھا کرتے تھے۔
- ۴۔ عید کے لئے پیدل جانا بہتر ہے۔
- ۵۔ عورتیں بھی سادہ لباس پہن کر عید گاہ میں ضرور جائیں۔
- ۶۔ عید کی نماز سے قبل صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے۔ ۲ سیر گی رہ چھٹانک فی کس گندم یا اس کی قیمت ادا کریں۔
- ۷۔ عید الفطر کی نماز کھلے میدان میں ادا کرنا سنت ہے۔
- ۸۔ عید کی نماز میں اذان و اقامت کی ضرورت نہیں۔
- ۹۔ عید کی نماز میں کل بارہ تکبیریں ہیں۔ یہ تکبیریں قرأت سے پہلے ہوں گی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیریں ہوں گی۔ دوسری میں تکبیر انتقال کے بعد پانچ تکبیریں ہوں گی۔
- ۱۰۔ خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا ہے جو سننا ضروری ہے۔
- ۱۱۔ عید کی مبارک باد اپنے احباب کو ملنے وقت دیجئے اور یہ الفاظ کیجئے :
 «تقبل اللہ منا ومنک» (اللہ تعالیٰ ہم آپ سب کی طرف سے قبول فرمائے)
- ۱۲۔ عید گاہ آتے اور جاتے وقت راستہ بدل لیجئے۔

۱۰۔ عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں۔

۱۱۔ ناز عید کی بھی دوسری نمازوں کی طرح قضاء دی جا سکتی ہے۔

۱۲۔ عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ اس قدر لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں جس قدر سارے رمضان میں آزاد کئے جاتے ہیں۔

۱۳۔ عید کے روز صاف ستھرا لباس پہننا چاہیے۔

۱۴۔ بعض لوگ عید کے روز دیارت قبور کے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

۱۵۔ عید کے دن عید گاہ کے راستے میں نماز سے قبل یہ تکبیریں ہر مسلمان یا وارز بلند پڑھے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ الحمد

عید کے جشنِ مسرت میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا پہلو موجود ہے کہ ایک روزہ دار جس نے پورا جہیز محک و پیاس اس لئے برداشت کی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی، عید کے دن یقیناً اسے خوشی ہوگی کہ اس کی محنت ٹھکانے لگی اور اجر کا مستحق ٹھہرا۔ قرآن مجید نے اسی مقصد کی طرف اشارہ فرمایا ہے :

”وَلْتَكْسِبُوا الْعُودَ وَلْتَكْبِرُوا لِلَّهِ عَلَى مَا أُحْدِثَ لَكُمْ وَلِتُكْمِلُوا شُكْرَ بَرِّهِ“

”تاکہ تم (روزہ دار) لکڑی گنتی کو پورا کرو اور اللہ تعالیٰ نے جو سیدھی راہ تم کو دکھائی ہے، اس نعمت پر اس کی بڑائی بیان کرو تاکہ تم شکر گزار بنو۔“